مطبوعات

مذہب وتمدن | تالیف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۔ ناشر ادارۂ نشریات اسلام رحیم یارخاں (مغربی پاکستان)۔ صفحات ۱۲۸ ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

مولانا کی یہ تصنیف درحقیقت ایک علمی مقالہ ہے جو جامعہ ملیہ ، دہلی کی ایک مجلس میں ۱۹۴۲ئہ میں پڑھا گیا۔ اس کے بعد جامعہ ملیہ کی طرف سے ہی یہ مذہب وتمدن کے نام سے شائع ہوا اور جلد نایاب ہوگیا۔ اب اسے پاکستان میں ادارۂ نشریات اسلام رحیم یارخاں نے دوبارہ مصنف کی نظرثانی کے بعد شائع کیا ہے۔

مولانا کی یوں تو ساری تصانیف ہی وقیع ہیں مگر یہ مختصر سا مقالہ طرزِ استدلال کے اعتبار سے ان سب میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور خصوصاً ایک جدید تعلیم یافتہ نوجوان کے لیے

اس میں بڑی دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے بڑے علمی انداز کے ساتھ حسّی تمدن، اشراقی تمدن اور اسلامی تمدن کی بنیادی خصوصیات پر بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان تینوں نے انسانیت کو کونسا طرزِ فکر دیا ہے اور پھر اس کی اساس پر انہوں نے نوعِ بشری کے مسائل کو کس طریق سے حل کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ آج کا نوجوان اس مختصر سے مقالے میں اپنے سارے شکوک و شبہات کے اطمینان بخش جوابات نہ پا سکے لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس میں فاضل مصنّف نے غور و فکر کا جو نہج اختیار کیا ہے اُس پر چلتے ہوئے ایک آدمی انشاء اللہ بڑی جلدی منزلِ مقصود تک پہنچ سکیگا۔ اس کتاب کا اگر انگریزی ترجمہ ہو جائے تو ہمارے خیال میں یہ ایک بڑی دینی خدمت ہوگی۔ طباعت اور کتابت کا معیار گوارا ہے۔

تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی | تالیف: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ قیمت: ڈھائی روپے۔ صفحات ۱۵۲۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ بادشاہ باغ، لکھنؤ۔

دَورِ جدید مسلمانوں کے لیے شدید ابتلاء کا دَور ہے۔ شدید ان معنوں میں نہیں کہ غیروں نے ہم پر عرصۂ حیات زیادہ تنگ کر دیا ہے بلکہ ان معنوں میں کہ مسلمان اب خود جاہلیت پر نثار ہو رہے ہیں۔ اب ان کے قلب و نگاہ پر مادیت حکومت کرتی ہے۔ ان کے سوچنے کے انداز، ان کے غور کرنے کے طریقے، ان کے خیر و شر کے پیمانے سراسر مغربی ہیں اور انہیں معیاروں پر کسی شخصیت کو آج پرکھا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اخلاص، تعلق باللہ کے پیکر تھے۔ اُن کی وقعت دلوں سے آہستہ آہستہ محو ہو رہی ہے اور اُس کی جگہ وہ لوگ مرجعِ خلائق بن رہے ہیں جن سے انسانوں کو مادی فوائد حاصل ہوں۔ دولت پرستی اور دنیا طلبی کے اس طوفان میں مسلمانوں کو اس سے بچا کر لے جانا ایک بہت بڑی دینی خدمت ہے۔ اس کے لیے جو مختلف طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں ان میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کے حالات و واقعات ہر وقت ہمارے پیشِ نظر رہیں جنہوں نے "من کے دیئے" جلا کر نہ صرف اپنے باطن کو روشن کیا بلکہ اپنے

گرد و پیش میں پھیلی ہوئی تاریکی کو بھی دور کرنے کی کوشش کی۔

زیرِ تبصرہ کتاب اسی قسم کے ایک بزرگ کا تذکرہ ہے۔ اس میں یوں تو سارے واقعات ہی سبق آموز ہیں لیکن بعض چیزیں بڑی ہی دلکش ہیں۔ مثلاً قیام لیل کے متعلق اُن کی پابندی:

"آپ کو تہجد اور بیداری کا اس قدر اہتمام تھا کہ تمام عمر سائبان میں، سردی ہو چاہے گرمی، سب حالت میں وہیں آرام فرماتے فقط اسی واسطے تھا کہ غفلت شب کو نہ ہو جاوے .... نماز مذہبِ حنفیہ کے موافق اوّل وقت جماعت سے پانچوں وقت تمام عمر ادا کی۔"

اسی طرح دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں یہ واقعہ:

"ایک مرتبہ الٰہ آباد سے ہائی کورٹ کا ایک افسر اس تحقیق کے لیے آیا تھا کہ آپ کے پاس مجمع ہر ملک کے لوگوں کا اس قدر کیوں رہتا ہے کیونکہ اس زمانے میں حیدر آباد سے نواب خورشید جاہ حضرت کے پاس آئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ توبہ کے لیے لوگ آتے ہیں، ہم اُن کے گواہ ہو جاتے ہیں۔ تم بھی شرک سے توبہ کرو۔ ہم گواہ ہو جائیں گے پھر وہ انگریز بہت خوش ہوا اور کہا: "آپ کے خرچ خانقاہ کے لیے اگر فرمایئے تو ملکہ کے پاس لکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے، ہمارے پاس خدا کے فضل سے دو جوڑے کپڑے اور دو لوٹے مٹی کے دو گھڑے موجود ہیں۔ مجھے کیا ضرور ہے۔" وہ انگریز رخصت ہو گیا۔"

ممکن ہے یہ سب واقعات جدید ذہن کو عجیب و غریب نظر آئیں لیکن حق بات یہی ہے کہ جب ایک انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر اُس کی محبت اور رضا جوئی ہی اس کی سب سے قیمتی متاع بن جاتی ہے ــــ ایک ایسی متاع جس پر وہ نہ صرف دنیا کی ہر چیز نچھاور کر دیتا ہے بلکہ جان کی قربانی دینے میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی زبان بڑی شگفتہ ہے۔ اور اس کتاب میں تو سوز و گداز

کی فراوانی کی وجہ سے اندازِ بیان اور بھی دلکش ہو گیا ہے۔ کتابت اور طباعت کا معیار نہایت ہی عمدہ ہے۔

تلاشِ راہِ حق | مرتبہ: جناب اسعد گیلانی۔ شائع کردہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، سرگودھا۔ ضخامت ۱۲۵ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

جب کوئی انسان زندگی کے ایک انداز کو چھوڑ کر دوسرا انداز اختیار کرنے پر اپنے آپ کو آمادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں شکوک و شبہات کے لاتعداد کانٹے چبھنے شروع ہوتے ہیں تقریب قریب یہی صورت حال چوہدری علی احمد خاں صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ، کو پیش آئی۔ انھوں نے جس وقت تحریک اسلامی کے اثر کو قبول کیا تو اُن کے دل و دماغ میں ایک زبردست اضطراب پیدا ہوا۔ اسی اضطراب کو سکون میں بدلنے کے لیے انہوں نے مختلف مشاہیر علمائے کرام یعنی علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا منظور نعمانی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی طرف رجوع کیا۔ زیرِ نظر کتاب چوہدری صاحب مرحوم کے استفسارات اور علمائے کرام کے جوابات کا ایک بیش قیمت مرقع ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مبحث کسی کج بحث کے ٹیڑھے ذہن کی "تخلیقات" نہیں بلکہ ایک سیدھے سادھے متلاشی حق کی قلبی واردات ہیں۔

کتابت اور طباعت کا معیار گوارا ہے۔